REGISTERED No. A 755



مستانالمطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین ... ایڈیٹر چھپکر شائع ہوا

قیمت فی پرچہ ۲ر

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب و مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ الخیر شاالسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اُنہین لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام ودرم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستہ مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن ہمیشہ ہر ہفتہ کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ نمبر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دستخط نے پر نیاز مند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اُنکے متعلق ہر طرح خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُنکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اُنہین خط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطائف میوزک کے اشتہار کا بہترین نمونہ موسم سرما ہے مفصل اشتہار صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان کشتی مین ملاحظہ ہو۔

جلد ۱۲ نمبر ۱۷

مضامین غیر

۱۵ مئی سنہ ۱۹۳۰ء

عطوفت نامہ منطق آرا بیگم
بجواب نصیحت نامہ لارڈ اروِن

پچھلی دو تحریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ ریاستیں آزاد ہو سکتی ہیں نہ انکی رعایا آزاد ہو سکتی ہے نہ ہندوستان اور ہندوستانیوں پر کبھی آزادی کا پرچھاواں پڑنے پائے گا۔ انسان کو زبان سے کوئی بات نہ نکالنی چاہیے جو لوگ اس پر بیٹھے مارے بجلا ایمان بھرے بیٹھے ہو کہ ہی ہی کہہ دو کہ جب تم ماں میں تھے تب آزاد تھے یا اب نوکری کرکے آزاد ہو۔ میری جان تم آزاد ہوتے تو تمہارا کوئی افسر نہ ہوتا۔ افسر موجود ہے تو آزادی کیسی؟ تم آزاد ہوتے تو زبردستی ایک ایسا قانون یا فرمان تمہارے ہاتھ پیر کیوں رہ جاتا جس سے تم کونسلوں کے پاس کی ہوئی تجویزوں کو جب چاہو خاک میں ملا دو۔ ہوس کی زنجیروں میں ہے تو آزادی کی ڈینگ کیوں مارتے ہو۔ تم خود لندن کی حکومت کے نوکر ہو جس نے مصر کو غلام بنا رکھا ہے جس کے آزادوں کی قوم میں نیا بادشاہ ہے جو آزاد ہیں وہ دوسروں کو پابند نہیں کرتے۔ اور جو دوسروں کی آزادی میں خلل ڈالتے ہیں وہ خود اپنی ہوس کے غلام ہیں اور وہ ریاستوں کے نیچے اپنی پرانی رسموں اور فریبوں کے ذہنوں سے کہیں کہ آزادی کی عادتیں اختیار کرو تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ مٹے طرف سے نجاست پاؤ۔ اور ہماری ہوس پوری کرنے کا نیا سامان جمع کرو۔ اپنے وطن انگلستان کے علاوہ جہاں انگریزوں نے پنجے نکالے چھوڑا ہے تسلط کا نام دیا۔ دیکھا کیا نرالی منطق ہے۔

(۱) ہم عالم بھر کی تہذیب کے ٹھیکیدار ہیں لہذا ہمارے علاوہ یورپ کی کسی دوسری طاقت کو حق نہیں کہ اپنی تہذیب کی جنس بازار میں لائے۔

(۲) ہم آنالیق ہیں تو ظاہر و باطن اور ہر بات کی نگرانی ہمارا فرض ہے چاہے کوئی کچھ کہے ہم اپنے اس حق سے کبھی دست بردار نہیں ہو سکتے۔ لہذا دنیا بھر پر یہ واجب و لازم ہے کہ اپنا مال اپنے دوسرے فائدے جو غیروں کے ساتھ وابستہ ہیں ہماری نگرانی میں دے دے باقی امور میں وہ آزاد ہے۔ یہی جملے ہیں جو ابھی مصر کے بارے میں کہے گئے جو قوم اس منطق پر چلتی اور دنیا کو چلانا چاہتی ہے اپنے دعووں کی قسم وہ آزادی کا منہ چڑھاتی ہے اس منطق کی مدد سے ایسے قیاسات مرتب ہو سکتے ہیں۔

ا۔ مصر میں کالک ہے
ب۔ لندن میں سفیدی ہے } دونوں رنگ الگ ہیں
لہذا تمام کالک سفیدی کی ملکیت ہے۔

ا۔ یورپ زرخیز ملک ہے
ب۔ ہم تاجر ہیں۔
لہذا ہم اسکے مالک ہیں۔

اس محل پر میں ہندوستان کا تذکرہ جان بوجھ کے چھوڑتی ہوں۔ حال یہ ہے تو نہ مصر کی زندگی اور آزادی محفوظ ہے نہ چین کی۔ دونوں کبھی آزاد نہ ہونگے۔ ہمدمے اُس منطق جس کے نتیجے انتہے شہ ایسے صحیح ہیں مشہور تھا کہ عربی میں جو منطق پڑھائی جاتی ہے وہ شاگردوں کو کٹ حجتی اور خیالی خولی (؟) بھی بھلی بات میں پئے۔ ضعیف احتمالات نکالنا سکھاتی ہے آدمی سودائی ہو کے رہ جاتا ہے۔ برخلاف اسکے انگریزی منطق بہت ٹھیک ہے اس پر عمل کرنے سے انسان صحیح نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ میری جان اگر یہ اعتراض صحیح ہے تو میں کہتی ہوں کہ انگریز ملک گیری اور سیاست میں عربی منطق سے کام لیتے اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ ریاستیں اگر اسی منطق کو خیال میں رکھ کے آزادی کی تلاش میں نکلیں تو یہ روش تم کو اور تمہاری قوم کو ایک آنکھ نہ بھائے گی۔ بعض ہونہار۔ رعیت کی کھلنے والے اپنی زبان اور پیچ شروع میں ابھی سے بھلی گانے لگے ہیں۔ ریاستوں کی کمیٹی میں ایک یہ بھی گائی گئی:۔

"ویسو بہنچ کے کیا تمہیں ہو پیارے دوارے"

سچ پوچھو تو انگریزی منطق کے رو سے جو آئین ریاستوں میں پڑھائی جاتی ہے تمہارے پاس اس دعوے کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے۔ وہ خود آزاد ہوئے بغیر رعایا کی آزادی کا انتظام نہیں کر سکتیں۔ انکی آزادی اور تمہاری غرض میں ہے لاگ ڈانٹ و منافقت۔ انکی آزادی دلی اصلی معنوں میں ہو تو تمہاری جان کا جنجال ہوگی۔ وہ گاتے ہیں:۔

"ایسو بہنچ کے کیا تمہیں ہوا جارے دوارے
تمہیں گانا پڑے گا:۔
"مہندی اگیا کے گرد بیٹھ مارو جار"

کہاں تک کہوں آزادی نگوڑی جا سے جاؤ میں اب میں دوسری نصیحت کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں تم لکھتے ہو کہ آمدنی اور خرچ پیار پر ہر ایک ٹیکس جو وصول ہو وہ ایک قاعدہ سے صرف ہو۔ اور اپنے مقدار ور عمر ٹیکس کی رقم نہ بڑھاؤ۔ یہ سب ایک ہی چیز کی شاخیں پھندنے اور کلیاں ہیں۔ اپنے ۱۱ نمبر میں کھلا کھلا اشارہ میں نے انکی شکلوں کی طرف کیا ہے۔ یہ بھی شکل ہے کہ آمدنی کا کچھ حصہ اپنی ذات اور اپنے رعب داب کی قیام پر خرچ ہو اور باقی حصہ رعایا کی بہتری پر صرف کیا جائے۔ بار دوہرانے سے کوئی فائدہ نہیں مگر میں اتنا ضرور پوچھوں گی کہ میری جان ذرا گریبان میں منہ ڈال کے دیکھو تو۔

خود ش نصیحت دیگراں را نصیحت

رعب داب قیام قائم رکھنے کے واسطے تمہیں آدمیوں سب کس کی شکل پر عمل کرنا پڑتا ہے آدمی سے زیادہ ملکی آمدنی خرچ پر صرف ہوتی ہے۔ یہ خرچ کیا کوئی بے؟ کوئی ملکی فائدہ ہم نے آج تک اس خرچ کا نہ دیکھا۔ یہ ما نفع ہوا تو یہی کیا یہی کی ہم سر ہوئی تو یہی کیا۔ یورپ کی لڑائی چھیڑی تو ہم کون سے آسمان پر چڑھ گئے۔ اور آج جو سرحد پر فوجیں و غنا ہی اور

ہر بٹے پاؤں آگے بڑھاتی چلی جاتی ہیں۔ سرداروں کے گھر بیٹھے وظیفے اور تنخواہیں مقرر ہیں وہ کھاتے اور غراتے ہیں تو اس سے ہماری جان کو کیا راحت پہونچی؟ یہ تو ہماری غلیظ نام ہے ہم تو سوچی کہ مرچی ہے بلکہ ڈاکٹر پیروں کچھ گھر سے لے جاؤ کی مثل حاصل ہوئی۔ یہی نصیحت اپنی گرہ کر رکھو بنشو گھر کا ایک دروازہ بند کرنا اور دوسرا کھولنا اچھا نہیں۔ اسکے معنی یہی لیے جائینگے کہ رنڈی سنڈی سے باز آؤ آتشبازی سے دل بہلاؤ۔

یہ مشورے جو تم نے دیے ہیں کتابوں میں سب لکھے ہوئے ہیں مگر جتنی باتیں کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں انپر کون عمل کرتا ہے تعلیم صحت زراعت کے بارے میں تم نصیحت کرتے ہو کہ محکمے بناکے انکے سپرد کرو یہ اچھی صلاح ہے اور یہ بھی نیک مشورہ ہے کہ ذمہ دار حکومت قائم کی جائے جس مانتی ہوں اس سے کچھ آنسو ضرور سوکھ جائینگے۔ زیادہ تر نہ ہیے گا گروسوں نصیحت جو رہ کی چیز ہی کچھ ہے یعنی حکومت کا فرض یہی ہو کہ رعایا حاکم کو غیر نہ سمجھے رشتہ دار سمجھے اور حاکم کو رعایا کی دلی دشمنی معلوم ہوتی ہے کیا معنی کہ تمہاری قوم نے

سدھارتے۔ اس قسم کا رشتہ جب ہی مضبوط ہو سکتا ہے جب انصاف کے ہاتھوں اس پر کبھی چڑے۔ تمہاری حکومت کی جڑ ڈنکی بالو پر قائم ہے کم صاحب آج آئے اور کل پتلونوں میں ہاتھ دیے پیچھے چل دیے دو دن میں کیا ربط ضبط بڑھے اور کیا خاک محبت ہو پھر انگریزوں کے بارے میں انکے ہندوستانی نتیجے

پنچ۔ اسی کا کام ہے تیر کا کلیجا ہو تو محبت کا بوجھ سنبھالے قانون قاعدے کی پابندی میں محبت الفت کچھ نہ یا وہ کام کی چیز نہیں۔

یہ شبہ یہاں کے رئیسوں نے اپنے خداوندوں سے سکھا ہے چند رئیس مہارت حاصل کر چکے ہیں اور کچھ ابھی تو سکھیا ہیں آزاد ہوتے تو جلدی سیکھی ہوئی بات بھول جاتے یا سکھتے ہی نہ۔ اب تو غرض کی دوستی ہے جبتک غرض لگی ہے دوستی رہے گی۔ پھر کہاں کے تم کہاں کے ہم۔ ریاست کی رعایا نہیں سے محبت رکھے تو تجربہ کہتا ہے کہ بیگانہ نا بھی کی رعایا کا حال کیوں اے ہے تم نصیحت کرنی بھول گئے دل لگی کرنے لگے۔

گیارھویں نصیحت بھی کچھ ایسی نہیں۔ منشا حق ہے تو بھی خوب ہے ہندوستان میں دیسی رواداری کا زور نہ چلیا تو اب ایک میں اب تک رواداری کے دیتے موجود ہو گئے اور وہ ان سب ان دستوں سے کھیل چکے ہیں ان سے پوچھو۔ خدا کے لیے ایسے مذہب ان رئیسوں کو رواداری کا سبق پڑھاؤ۔ اب رہی بارھویں نصیحت یعنی ہندوستانی خود مختار نہیں مگر مشیر ہو کر رہیں یہی اصلی نصیحت ہے باقی نصیحتیں تو اس بات کا دیباچہ تھیں۔ حیدر آباد میں مشیر ہیں؟ مجھے بتا دیجئے کیا اثر ہے ان میں سے بہتر یہی میرے ہیں اور دربار



جان بل: یہ نئی گڑیا!
مصر: واللہ آپ تو ابھی تک بچہ ہی سمجھتے ہیں!
جان بل: زیادہ تو کیوں نہیں ہے مگر تو کیا تمہاری نسل بھی بچہ نہیں ہے جب تک دنیا میں بچے رہنے کا سلسلہ جاری ہے اس وقت تک گڑیوں اور کھلونوں کی ضرورت رہے گی!

زمانہ میں تمہاری عنایت شریک ہے تو ہو جائیگی۔ ایک شاعر روز کا تجربہ کا شکایت کرتا ہے کہ

یاد لنا خود بود در عالم
یا مگر کس در ین زمانہ نکرد

ہندی عقلمندوں کے دیکھنے کی بھی ہے۔ انشا جانتا ہے دنیا میں عقلمندوں ہی کا توڑا ہے۔

جلنے والوں نے پردہ ڈالا کی ہے کہ وہ اپنی حکومت کی ایک روز روشن ہو گئے ہیں۔ گھڑی میں ہولیا گھڑی میں بیوت۔ لوہے کی طرح دم بھر میں قصر بھیر لیتے ہیں۔ اور جو شخص انکے پسینے کی جگہ خون گرائے دم بھر میں انکے خون گھبیات ہو جاتے ہیں۔ بھلا ایسی قوم سے انہیں محبت کہاں؟ محبت بڑی

زبان سے ہمیشہ یہی کہا مگر عمل دیکھو تو اسرافیل فنا کی فنا ہے کیسی انگریزیت کا نام ہو بیں شناسا بنادیا کیا۔ ہر دوں کون سا فلک ہے جسمیں حاکم اور رعیت کا برادرانہ تعلق ہو؟ آج تمہاری قوم اگر یہی نصیحت پر عمل کرتی تو ہندوستانیوں کی قلی وطنی کی وجہ سے کہ کبھی بھی شکایت نہ رہتی۔ افسوس ہے کہ نہ ہوا۔

ملک الشعراء کا قول ہے کہ گھر سے عقل کے پوکٹ پہنچتے آنے جانے والوں میں دو قسم کے بندے نکالی دیجئے۔ پیٹ کے بندے یا حرص کے بندے عقل کا بندہ یا خدا کا بندہ نہ ملے گا۔ کیا کہوں جو نواب صاحب بدگمان نہ ہوتے اور اس بڑھاپے میں تھوڑی سی آزادی عنایت کرتے تو بھئی میں منفعت [illegible] عقل کے بندوں کی گنتی ضرور گنتی بہر حال۔ ہاں اگر تم سرجاری کردو اور دو چار عقلمند ہندوستانیوں کے نام بتاؤ تو میں ان کی عقل کی آزمائش کرکے اپنی پرانی آرزو پوری کرلوں۔ یہی میری التجا ہے۔

تیسری تاریخ کا چاند دیکھ کے عورتیں کہتی ہیں:۔

گھوڑے کے سر پر سینگ جلتے جو ملے پر ہری ہری دوب میرے پاؤں میں چم نکلے تب بھئے تیسری تاریخ کا چاند ناساز دار ہو۔

یہ عقلمند مشیر کی مثل ان تمام شرطوں سے بڑھ کر [illegible] گھوڑے کے سر پر سینگ بھی نکل سکتا ہے جو ملے پر دوب بھی اگ سکتی ہے پاؤں میں چم بھی پیدا ہونا ممکن ہے مگر عقلمند مشیر ملنا ہرگز ممکن نہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ عقلمند سے مراد وہ شخص ہو جو تمہاری ہاں میں ہاں ملائے۔

میرا خط ذرا لمبا چوڑا ہوگیا کیا کروں عورت ذات ہوں ان ترکیبوں سے واقف نہیں ہوا جس گفتگو کے پیچھے روکا رہیں صاف صاف دل کا حال کہیں دیکھ برا لگا تو منہ پر کہہ دینا۔

راقمہ ـــــ تمہاری خیر خواہ ملکہ آرزو بیگم

دی آل انڈیا مفلس البلاغ کانفرنس

عالم خیال

نمبر ۲

(تحفہ [illegible] اپریل ۱۹۱۳ء)

انجمن تخریب اردو کی کارروائی ہو چکی تو اگر تحریری مشن کے اصول کی بخوبی توضیح کی جائے۔

پہلا ضابطہ یہ ہے کہ ہمارے ارکان پرانے پرچوں اور رسالوں کی تلاش میں رہتے ہیں جن کا مسالا روزی کے بجائے ذخیرہ خرید کر لیا۔ اس ذخیرے کے جنگل میں کچھ ایسے جانور مل جاتے ہیں جن کی نسل اب مفقود ہو چکی۔ دو دو قرن میں کوئی زندہ ہے تو وہ اور قصہ کہانی میں تھا۔ یہ اگر قلمی مسودہ ہوا تو غیر مشہور اور پرانا ہونے کے باعث دو طرح اپنے کام میں لایا جا سکتا ہے ایک یہ کہ تمام مسودہ بعینہ کسی قصہ مذہ شرح و زیارت محلات کے اپنے نام سے چھپوا دیا گیا اور اصلاح نہ پھٹکی [illegible] رنگ چوکھا آیا۔ اخباری کاغذوں میں واہ واہ وثنا پرواہوں میں دھوم مصنفین کی بزم میں وقار۔ اب منشی کے مصنف صاحب پنچوں کے بل چلتے ہیں اسے دولت اور فرعونیت کے زمین پر پاؤں نہیں رکھتے۔ دوسرے یہ کہ اصل مصنف کی تعریفوں کے پل باندھنا شروع کردیے وہ اصل سا شعر لکھا اور ایسی گول مول توجیہ کے ساتھ لکھا کہ کم سوادوں پر رعب قائم ہو گیا۔ مصنف کی [illegible]

یاد آوری ہے بھیجنے کی مثنوی [illegible] پیدا کیجئے۔ گویا یاد آوری ہے پہلے منشی الفاظ [illegible] موجود تھا، اشتہاری تیزی تلاش اور فکر کی دست درازی اس کا ترجمہ اور بعد ازاں [illegible] تحریر فرما کے پرانی منت پر منشی کی بیٹھے مسودہ کی نقل دبی دبائی کہیں ہوتی تو کون پوچھتا ہے تو اگر کسی دشمن نے بھانڈا پھوڑ دیا تو پھر دعا دیکے عمدہ سپر ہے۔ بیچارے کو خدا برقرار رکھے۔

دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ اکثر ارکان مصر ہیں کہ کسی کی خوشامد کرکے یا اجرت دے کر ایک آدھ موٹا تازہ پری آموز نئی سوز بے محاورہ فضول گوئی کی منت خاص میں کوئی ناول لکھوا لیتے ہیں یا مضمون لکھوا کے پرچے میں بھیج دیتے ہیں یا غزل یا قومی نظم اور اسی طرح ہر نووارد چند روزہ مہمان ماہواری رسالہ انہیں مشتاق منشی اور پنچ نگار مضمون سمجھ کے دعوتیں بھیجنے لگتا ہے۔ کہ مضمون عنایت کیجئے۔ خداوند آپ ہی کے بھروسے پر ہم نے اس رسالہ کا جاری کیا ہے۔

بدستخط عدالت [illegible]

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیکھیے نگاہ توجہ میں کمی پیدا نہ ہو۔ آپ بجے اور صاحب علمی و اخلاقی علامۂ سخن طراز مولانا منقبات برم کی زبانی سنیے۔ انشا کرے زور قلم اور زیادہ۔ یہ الفاظ کلاہ و فخر و ناز کے واسطے ایک نگین بن جاتے ہیں وہ تندیل آسمان ہو جاتی ہے۔ حضرت جواب دیتے ہیں۔ کیا عرض کروں مہلت نہیں ہے پورے زسو گیارہ ماہوار جرائد آنچل دامن امید شدہ کے گھمائے مضامین سے پُر کرتے ہیں۔ کس کے حکم کی تعمیل کروں۔ آپ کا بے مثل مجلّہ دمن تر حاجی مجو پیرا کچو دیکھا۔ کیا بات ہے اگر ایسے ہی پرچے دو چار نکلنے لگیں تو دنیا پر جائے۔ افسوس دنیا قدردان نہیں۔ مولانا علامہ سقائے بوم نگار کی دقلم نگاری کا جواب نہیں۔ خصوصاً آپکی نظم کا یہ شعر تو جان سخن ہے۔ سامنے ہوتے تو سبحان [illegible] کو اگر اب گردن کو مصروف رقص مرتعشانہ کرتا ہوں۔ آف۔ مار ڈالا۔ نیچر کی تصویر کھینچی ہے ع

مشکل انگیز ہے سودائے تبسم ریز گل
دائرۂ خار مغیلاں بن گیا خار شرار

عشق نے عمر بھر میں جو کچھ کیا وہ اس مرد خدا نے دو مصرعوں میں ادا کر دیا۔ مشکل انگیز کی تصویر قیمتیہ اور خار شرار کا جادو اس سے بڑھ کے حسن تخیل کی مثال پردۂ دنیا پر موجود نہیں۔ آتش و ناسخ کیا تھے اور ہوتے تو کیا کہتے۔ ہم سمجھتے ہیں۔

ہماروں کی نمود ہوتی ہے جناب آسا دہر ابھرے اور حرف حق سے آزادی اور غالب لقمان بھی شدہ ہوا۔ اس وجہ سے ایک ہی مضمون صدہا مرتبہ چھپتا ہے اور ہمیشہ نیا رہتا ہے۔ بلکہ نفس المداغ ہفتہ وار یا روزنامہ اخباری کاغذوں کی بدولت ایک ہفتہ کے اندر چند روز میں و ترتیب چھپ جاتا ہے اور جناب مصنف کی شہرت بڑھاتا رہتا ہے مضمون کی تفصیل کرکری خانے میں لگی ایک [illegible] دس پانچ برس کے بعد اگر کسی نے پھر خواہش کی تو ایک نقل اٹھائی بھیج دی اور معذرت بھی فرمائی کہ جناب کے تعمیل ارشاد میں دیر ہوئی وجہ یہ ہے کہ [illegible] ہوں۔ خواب میں رفع حاجت کر رہا تھا اسی حالت میں مضمون بالا القا کیا ہے۔ امید ہے منظور فرمائیں اطلاع گو دراصل ذخیرۂ مباہات کا اول و آخری ایک مضمون ہے!

تیسرا ضابطہ کثیر الرواج ہے۔ اس ضابطہ کے پیرو پرانی تصانیف کے سرقے اور دعائی توارد سے بری ہیں انکی نظم و نثر خوشامد امرات کی رہین منت نہیں ہے۔ انھوں نے ایک نئی زبان ایجاد کی ہے [illegible] زبان اور ادائے مطالب سے کوئی خاص [illegible] نہیں رکھتی اور اتنی آسان ہے کہ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں اسکی ایجاد پر قادر ہیں۔ ہمارے کرم دوست جناب [illegible] نے [illegible]

کے صفحات میں بارہا انکی آزمایش کی ہے۔ اس قسم کی نثر و نظم میں غور و فکر کا مجھول نہیں پاتی اس قلم اٹھایا اور لکھنا شروع کر دیا۔ رم کے رم سیاہ کر دیے اور کام کا ایک جملہ پھر گرفت نصیب نہ ہوا۔ شام وصل ہجری رات۔ فراق محبوب کا ایک لمحہ۔ فرقۂ عشق مصر بستر ناتوانی کا ایک پھیپھڑا۔ بلوغ استغنا۔ محبت۔ یہ ان مضامین کے عنوان ہیں۔ آہ۔ ہائے۔ وائے کی تکرار ہر سطر میں درش میں جگہ پاتی ہے اگر عشق و محبت عریانی اور ہائے ہادی سے طبیعت علحدہ جلی گئی تو پھینڈ نیم شبی۔ ترنم پروانہ پریشان برگ۔ مہتاب کی پرے لطیفہ پاش۔ رقاص گرم صنوبر۔ زمزمہ نخل [illegible] برسات کا جھینگر۔ موسیقی غوک۔ یہ الٹے موضوع نئے آزادی کے منتظر ہیں۔ بیشتر ان میں ایسے اجتہادی حقائق بیان ہوتے ہیں کہ سبحان اللہ یہ خالق کائنات کے مقابلہ پر ہر وقت آمادہ رہتے ہیں بلکہ بعض نے تو اعلان پیام جنگ بھی دے دیا کہ او خلاق فطرت میری طبع حکمت آفریں کا مقابلہ آسان نہیں تو جا و مخلق کسی مخلوق پیدا کرتا ہے تو میری طبیعت اسمیں سے جنتیں بر حقیقی پیدا کر سکتی ہے۔

ضوابط اور بھی ہیں مثلاً مکان خوش اور مفتی صورت یا موقعن کے ساتھ نئے افادات کا ایک مجموعہ اور نفیس رنگین کھائی چھپائی سے کام لیجئے۔ مگر سمع خراشی کون کرے مفصل سالانہ کا درد وائی عاجز سکریٹری کیا جمع کر سکتا ہے حضرات آپ



دوت! دوت!! دوت!!!

"سیلا بغضناک - دور باش - اے سگ دیوانہ"

زبان عوام کی "غم مخور - زیارت قبول"

ہر گلی کوچے میں ارکان انجمن کے آثار نما نظر آ سکتے ہیں۔ ہمارے رسالے اُٹھا کے دیکھیے اور عش عش کیجیے۔ زبان بابل بہت پسند ہیں لوگ جہاں بیٹھ جا خانوں کو زنانہ چیز تصور کرتے ہیں۔ ان سے اردو ایک علمی زبان کی حیثیت اختیار کر رہی ہے۔ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر بھوپال (بیگم) ہماری انجمن کے زبردست حامی اور مربی ہیں۔ اگر گھامڑوں کی دنیا میں کمی نہیں تو سرتیوں کا ڈر کبھی استاد مشتاق ال [illegible] جیسے کہیں اپنے ضمیروں کو اہل زبان جانے۔ اپنی زبان لیے بیٹھے رہیں اکبر کے تغیر سر بیٹھیں [illegible] بال کی کھال نکالنے والے [illegible] کی زم میں جائیں لکھنؤ اور دلی والے۔ غرض بجائے زبان کی خوبی پر مرشنے والے جہنم میں جائیں وہ سست نظم اور سست نظم جو سال بھر میں دس پانچ ورق لکھتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں غلطی نہ ہو گئی ہو اور اہل فن کے سامنے نگاہ نیچی کرنی پڑے۔

ایسے قیود لگانے سے فضائے عالم ان تحریرات گوناگوں سے روشن نہیں ہو سکتی۔ باقی آئندہ

راقم

[illegible]

ہمت عالی کا مقتضیٰ

خدا ہونا بھی کوئی چیز ہے؟ اے ہمت عالی
ہم بے انداز ہونا ہے تو بڑھ جا دو قدم آگے

واسطہ خوشامد خوروں نے دنیا کی عادت بگاڑ دی اور خوب بگاڑ دی۔ انھوں نے اپنے ممدوحوں کو خداوند کہنے پر قناعت نہ کی۔ ایک نے کہا خداوند تو دور ہے کسی نے کہا خداوند خدایگان۔ معمولی اوقات کے آدمی روش مدح پسند کا مشغلہ اختیار رکھتا ہے تو اس وقت تک اسکی ادب شناسی کا قائل نہیں ہوتا جب تک رو دست ادب باندھ گردن جھکا کے نہ کہے بجا ہے خداوند [illegible] بندگان شکر کی شکایت کیا بیچارے اپنی غرض کے [illegible] اپنے مطلب کے

شبیہ اپنی مجاز شعروں کے کوزہ کلام میں [illegible] کہتے ہیں کہ زبان کی مجلس نہیں [illegible] حیرت ہوتی ہے اُن پڑھے لکھے [illegible] خوش [illegible] امید مرحوم آپے سے باہر ہونے اور اظہار عبدیت کرنے والوں پر جنہیں کبھی کوڑی کا نفع کیا ممدوح کی خدمت میں کبھی باریاب نہیں ہوئے ثنائی تعریف ممدوح کی نظر کیا اثر تک پہنچتی ہیں ثنائی تقریر کا اندازہ [illegible] گوش ناحق [illegible] ہیں بیٹھا ہے مگر خواہ مخواہ سجدہ کر لیے پر آمادہ رہتے ہیں کس لشکر یا لشکر در پھینک پڑے [illegible] اللہ ہر گز [illegible] سبحان اللہ ممدوح تر در کنار خود ثناخوان صاحب چاہتے ہیں کہ اپنی توصیف کے موضوع میں خدا کی کلام سے گوئے سبقت لیجائیں۔ سچ پوچھیے تو [illegible] کیا معنی کہ اشعر میاں نے بڑے بڑے پیغمبروں کو دو حرفی مدح پر ٹالا کسی کو فاروق کسی کو صابر کسی کو [illegible] کسی کو صالح کسی کو مومن کسی کو رحمۃ للعالمین کسی کو حکیم کہہ کے قصیدہ ختم کر دیا اور یہ حضرات جب تک ممدوح کی دم عرش آسمانی کے پایہ میں نہ باندھیں اسوقت تک چین نہیں لیتے۔

مولانا شبلی مرحوم ناقل تھے کہ ندوے کا ایک پشاوری طالب علم "سیرۃ الفاروق" آواز بلند پڑھ رہا تھا بعض حالات سن کے میری زبان سے نکل گیا "حضرت فاروق اچھے شخص تھے"۔ اتنی سنتے ہی وہ نیلی پیلی آنکھیں نکال کے کہنے لگا "یہ گستاخی ہے"۔ لا! اسکا دلی مطلب یہ تھا کہ میں نے کیوں ایک عام لفظ کہا مگر بہت غور کرنے پر مجھے "اچھے" سے اچھا لفظ نہ ملا۔ اچھا نہ کہتا تو کیا کہتا؟ تو حضرت دنیا کا یہ حال ہے کہ اچھا کہنے پر بگڑ جاتی ہے اور چاہتی ہے کہ ربوبیت کے تمام اوصاف کمال اپنے ممدوح میں جمع کر دے اور جو بچے تو حال عقل بھی اسکے لیے ممکن کر دکھائے۔

یہاں کے بعض جرائد میں خبر پڑھنا کہ بھوں چڑھائے ہیں کہ جب شاہ افغانستان لشکر میں پہنچے [illegible] خلافت نے اُن کا استقبال اچھی طرح نہیں کیا یعنی [illegible] زندہ باد

نکل آئے بائنیے اور [illegible] نہیں کی [illegible] ہاں بجا ہے تو یہ کہا اعلیٰ حضرت امان اللہ خان آف زنادر شرقی قطعہ افغانستان کو سردار جمہوریت اور [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] اخبار نویسوں کی تصدیق کی جاسکیں جیسی قوم کے حال بے بسی سرکشی کے ساتھ اشارہ کر [illegible] کے حقیقت آشکار کر دی [illegible] صاحب آدمی تھے فانی تھے حادث تھے خدا کے بندے بہت معمولی انسان تھے خوشامدیوں کے بنائے ہوئے خداوند تھے اس سے یہ امید کہ [illegible] کے علاوہ اور جب شاہ افغانستان کے واسطے تصنیف کریگی دیوانگی نہیں تو کیا ہے۔

خوشامد خورو! کسی وقت تو اور خوشامدیوں کو بھی سمجھاتے رہو کہ ہم انسان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں تم تو ایسا دماغ بگاڑ دیتے ہو کہ انسان اپنی ذات بھول جاتا ہے اور سچ بولنے والوں کو اپنی صحبت میں رہنے نہیں دیتا۔ [illegible] حرام غلام قادر روہیلے نے جب تک شاہ عالم کی آنکھیں نہیں نکالیں اسوقت تک اُنکی دلی آنکھ بند رہی کہتے ہیں

[illegible] | [illegible]
آفتاب [illegible] شاہ عالم | [illegible] زوال آمدہ [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

بگلاوہ ایران کے متعلق مولانا [illegible] لکھ چکے ہیں۔ بندہ پرور خدا ما ہم بندگان [illegible] گرفتہ مزاج [illegible] آدمی شود۔ حالانکہ یہ حضرت دو سیدوں کے پیرو ہیں اور یہ "خدا شدن" کا [illegible] فرما تمہید کہہ چکے ہیں۔ مگر جب بندہ سے آزاد بندگی پر مجبور [illegible] نے اسکی اچھا تو بھیا کیونکر بھیج سکتا ہے فارسی [illegible] کے لکھنے دیکھیے۔

قیصر بادشاہ ہوئے اور شہر یاروں کو تو [illegible] زمانہ ہو گیا ہی نہیں مگر ایشیا میں شاعری اور [illegible] بعض افراد مستثنیٰ ہیں بلکہ [illegible] اکثر یہ [illegible] کہتے ہی [illegible] کی رسم [illegible] تکمیل شروع ہو گئی ہے۔

لئے نہ اقتباس، اہل علم کا فلسفہ بھی اس قسم سے خالی نہیں ہے اگر کسی نے سچی تعریف کی تو منہ پھول جاتا ہے خاکسار اور بابا اور ب والا نشا کی خدمت بابت میں مولانا پنچ نے دو رسالے بھیجے ہیں ایک کا نام ہے ساقی یہ جالندھر سے نکلتا ہے اسپر فرستندہ نے لال پنسل سے لکھا ہے بڑے تبادلہ و ریویو۔ فصاحت علم کا دریا اسی جملہ کی جڑسے جاری ہے۔ تبادلہ علم حق مبارک ہے اردو سے ریویو انگریزی ہے پیچ میں فارسی کا دم واخطہ کر ٹیلی مارے منشو میاں کی طرح سنڈیا بازار ہے اور ابتدا میں برائے فروزاں ہے۔ نظمیں ڈھیلی ڈھالی اور غیر مفید ہیں۔ نثر میں علم النفس پر ایک مضمون قابل التفات ہو سکتا ہے۔ دوسرا مضمون ایک مسلسل قصہ ہے جسکا نام راد دھارا نی ہے اودھ پنچ کے پُرانے نامہ نگار بابو جوالا پرشاد برق سب جج نے اس بنگالی ناول کا ترجمہ گزشتہ صدی میں ایک ہوا دیا تھا جو نامے رسالے میں چھپا تھا۔ قابل مترجم نے بنگالی زبان کی شیرینی ترجمے میں قائم رکھی تھی اصلی رنگت بھی پرشاک میں بھی جھلک رہا تھا یہی قصہ ساقی کے صاحب بھی اپنے دیرینہ کی طرح تقسیم فرماتے ہیں۔ کیا کہیں کیسی زبان ہے اور کیسا طرز۔

دوسرا رسالہ نیرنگ خیال ہے ستمبر سنہ ۲۲ء کی اشاعت سے کسی دوست نے دو ورق پھاڑ کے بھیجے ہیں یعنی صفحہ ۱۵ و ۱۶۔ ۲۵ و ۲۶ ۔ ان اوراق میں ورثا ... اس حکایت لکھنوی کے ذکریات ... کا ... متعلق ہونے پر مولانا پنچ سے شکایت کی گئی ہے الفاظ نہیں معنی عبارت سے ہوتا ہے کہ کیوں مولانا پنچ نے ذکریات ... کا مرتبہ کلام ... سے گھٹایا اور صرف یہ ... کہ متعدد شعر ہمیں پسند ہیں اور مرزا یاس صاحب ایک ... ذکی الطبع شاعر ہیں۔ کہنہ مشق ہیں ... اور ... کا اعلان ... ایک ... توصیف ... بعض شعر ہمیں پسند ہیں بعض ... ان کے دوست ... کو خوب ... بعض ... تردید کا جواب ہی ... یہ خود کریگی ... ماہوں سے ... جملہ ... رکھی ... جواب ... قبول

ہو گیا اب اور کون سا روڑا باقی رہا۔

نیرنگ خیال کا نام سنا ہے اور بقلمِ ایڈیٹر ... اکثر اسکے مضامین نقل کرتی رہتی ہے اسوجہ سے اسکی زندگی کا بھی وضعدار کے اعلم ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ نیرنگ خیال دراصل تنگ خیال و تنگ خیال ہو بکثرت استعمال نیرنگ خیال شد۔ کیا معنی کہ وہ اودھ پنچ کی ایسی الفاظ شکایت کرتا ہے۔

۱۲ ایسے نادر مجموعے میں حضرت سلامت کو بس کوئی شعر پسند آئے۔ کیا کہنا ہے اس پسند کا کیا شان کبر ہے۔ خدا جانے یہ بندہ ہی اوکھی ہے یا جذبۂ تعصب کو بیہودہ نخوت میں چھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہمیں خیال ہوتا ہے کہ صاحب مضمون ... اس جگہ کے دوست نہیں ہیں ورنہ ہمیں یوں نہ ابھارتے۔ آتش ناسخ غالب اور دیگر اساتذہ کی ہم بھی ... کرتے ہیں جتنی کہ ہوتی ہے اس سے آگے کو ... بڑھانے۔ سنبھلیے میاں نیرنگ صاحب سنبھلیے۔ یہ دو حرفی التجا معنی رکھتی ہے قبول نہ ہوئی تو رد کیا جائے گا۔

خاکسار او بابا اور ب والا نشا

مولانا پنچ کی نوٹ بک

اعجوبہ اور مؤثر تدبیر

ایک نامہ نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ... میں بھی رشوت کا چاٹک کبھی ... تھا جس طرح آج ہندوستان میں ہے مگر ... پنچ ... ایسے ... کہ یہ ... اب ... نہیں ... کی صورت ... جاتا ... صورت ... ایک ... کئی آدمیوں ... کرلیا کہ جو کوئی رشوت مانگے اسے ... دن کے ... کچہریوں میں لگے رہتے تھے۔ ... کسی ... ایک ... ان ... رشوت ... کا ... کر لیا ... ہم نے ...

کھرا ہے نقش چہرے پر موجود ہیں دیکھو ... کے بھوت بھاگتا ہے بھلا ترم دل اس نسخہ ... وہ بھی بھاگ گیا۔ اگرچہ شاب صاحب ... ایک ماہ کے بیے چڑے گھر چلے گئے اور سرکاری ملازم ہے۔

معلوم نہیں یہ واقعات صحیح ہیں یا نہیں لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ رشوت خواروں نے ... مشکل یہ ہے کہ لوگ یہاں شادی کر نے ... بڑھانے میں کرتے ہیں جلدی۔ اس قسم کے اصلاحات کی پاداش آسان نہیں لہٰذا ہم ہرگز اس مشورے پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دیتے اسی وجہ سے پورا مضمون ہم نے شائع نہیں کیا۔ دیکھو بھی خبردار۔

بدنام شاعر

ہمارے ... مولوی ... نے مولوی ... صاحب بی اے ... کا ایک مضمون حکیم نواب مرزا شوق کی مثنویوں پر شائع کیا ہے حکیم نواب مرزا صاحب شوق فرنگی محل کے ... میں رہتے تھے شاعر ... میں مشہور تھے ... طبیعت ... خلقی ... زبان ... بے محل استعمال سے بدنام ہوگئے ... دیکھ کے ہم خوش ہوئے مگر ... زیادہ مناسب یہ ہے کہ ... شاعر ہوں ... شوق کی یہ مثنوی نہ اب چھپی ہے نہ چھپنے کی اجازت ہے۔ اب تو وہ لوگ بھی موجود نہیں جنہیں ... عشق ... اشعار ... کی لڑکی ... ایک شب کی قیمت ... مضامین ... دیکھے جاتے ہیں اگر غور ... مرزا شوق کا ... دیکھیں میاں پنچ ... عمل کریں

اگر ... ایک ... ساتھ شائع ہو ... ہوگی مگر آپ تو ... صاحب ... ملال ... معاف ...

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

طلائے عنبر مُشک

[illegible]

قیمت فی بکس

۲۰ خوراک (عـه)

بالم عنبری دوا آتشک خاص الخاص

[illegible]

فی بوتل پانچ روپیہ (صـه)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس مفت

طلائے سیفی

[illegible]

قیمت فی شیشی

آٹھ روپیہ (عـه)

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible]

قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع محصولڈاک پانچ روپیہ (صـه)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

نایاب اور بیش بہا تحفہ

[illegible]

حکیم سید محمد نواب بیت الشفاء گیا (بہار)

سچا ہمدم و دلی دوست

[illegible]

ویدیا شاستری جام نگر کاٹھیاوار

ایجنٹ اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ

پری مہک تیل

[illegible]

منگا کے آزمائش کیجیے

[illegible]

مختار احمد بیٹری مرچنٹ موجد ہے

[illegible]

مجلدات اودھ پنچ ۲۷-۱۹۲۶ء

[illegible] قیمت فی جلد ... مع محصول۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو [illegible]

[illegible] قیمت ... سب جگہ بکتا ہے۔

دودھ گنج کیسری [illegible]

بال سدھا [illegible]

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب: بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند لکھنؤ

[illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سیج مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کی جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا ۔

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی جو تکی اور [illegible] ہی نقش کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنہے نقل کرتی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر کھلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت آسان اور نہایت سہل کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی باجا یا ستار کی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا طریقہ بھی آپ کو اس کتاب مین ملیگا ۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے ۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا ۔ تمام ہندوستان کے استادون کا طریقہ اسمین موجود ہے ۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی [illegible] فی جلد ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار ۔

المشتہر : منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف حیوة کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے ۔ صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان لیشتی پر اشتہار ملاحظہ ہو ۔